انوارِ قیامت

علامہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی

انوارِ قیامت

علّامہ نصیر الدّین نصیرؔ ہونزائی (ق س)

شائع کردہ

المعہد للحکمۃ الرّوحانیۃ والعلم المنیر

www.monoreality.org
www.ismaililiterature.com
www.ismaililiterature.org

© 2023

QR Code کے ذریعے اِن نظموں کی آڈیو کو سنئیے

ISBN 1-903440-94-7

پیش لفظ

اس کتاب کے عنوان "انوارِ قیامت" سے مراد ہے وہ انوار جو دینِ خدا یا دعوتِ حق کی تعلیمات کے مطابق دَورِ قیامت میں حضرتِ قائم القیامت علینا سلامہٗ کے پُر فیوض و برکات وجود سے عالمِ دین، عالمِ آفاق اور عالمِ انفس میں ظہور پذیر ہوں گے، اور ان فیوض و برکات سے بتدریج دنیا کے حالات یکسر بدل جائیں گے۔ دعوتِ حق کی تعلیمات کے مطابق حضرت مولانا سلطان محمد شاہ علیہ السّلام کے زمانے سے دَورِ قیامت کا آغاز ہو چکا ہے، جیسا کہ آپ کا مقدس ارشاد ہے: "یہ آخر زمانہ ہے۔ اس میں جو ایماندار ہیں ان کو اپنے زمانے کے امام کی قدرت اور معجزات نظر آئیں گے۔ لیکن جو ادھورے دل والے ہیں وہ ظاہری معجزات دیکھیں گے، پھر بھی ان کو جھوٹ سمجھیں گے جو لوگ پیغمبر اور امام کی قدرت کو نہیں مانتے، ان کی مثال اندھے کی طرح ہے جس کے نزدیک آئینہ اور ٹھیکری دونوں برابر ہیں"[1]۔ حضرتِ قائمؑ کا ظہور دعوتِ حق کی تعلیمات کے مطابق حجاب میں ہوگا، اس لئے اُن کی شناخت بہت ہی مشکل ہوگی[2]۔ ان کا یہ حجاب ان کا باب یا حجّت یا لاحق ہوگا جو ان سے پہلے عالمِ دین میں آئے گا کیونکہ حضرتِ قائمؑ اور دوسرے اماموں میں فرق یہ ہے کہ دوسرے اماموں میں سے ہر ایک امام کا حجّت اس کے بعد آتا ہے سوائے حضرتِ قائمؑ کے جن کا حجّت ان سے پہلے آتا ہے[3]۔ یعنی حضرتِ قائم علینا سلامہٗ کے نورِ تام و کامل کا نزول اُن کے حجّت میں ہوگا، جن کی برکت سے حجّتِ قائم دینِ حق کے شبِ قدر ہوں گے[4]، جس کے بارے میں قرآنِ کریم میں فرمایا گیا ہے:

"لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ" (۹۷:۳)۔ (شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے)، جس کی تاویل کرتے ہوئے سیّدنا ناصرؒ فرماتے ہیں کہ لاحق یعنی حجّتِ قائمؑ علم میں ہزار اماموں سے برتر ہے، اگرچہ اماموں کے مراتب کو مجموعاً ایک مرتبہ مانا جاتا ہے۔ شبِ قدر کے بارے میں قرآنِ کریم کا مزید ارشاد ہے: "تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِّنۡ کُلِّ اَمۡرٍ" (۹۷:۴)۔ (اس (یعنی شبِ قدر) میں ہر کام کی غرض سے اپنے پروردگار کے حکم سے ملائکہ اور ارواح کا نزول ہوتا ہے)۔ یعنی نورِ قائم کے ساتھ ہر کام کی غرض سے ملائکہ اور ارواح کا بھی نزول ہوتا ہے۔[۵]

ملائکہ اور ارواح کے نزول سے ظاہر ہے کہ کسی بھی نعمت کی کوئی تشنگی باقی نہیں رہے گی۔ الغرض نورِ قائم سے دنیا اور اہلِ دنیا کی یہ تبدیلی ان کے حجّت اور خلفاء کے ذریعے سے بتدریج ہوتی رہے گی۔ چنانچہ نعمتوں میں سے سب سے عظیم ترین نعمت جو دنیا کیساتھ آخرت میں بھی ساتھ آتی ہے اور وہاں بھی کام آتی ہے، علم ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس نعمت کی فراوانی کا آغاز کس طرح حضرت حجّتِ قائمؑ کے زمانے میں ہوا اور آج خلیفۂ قائمؑ کے زمانے میں بہت ہی قلیل عرصے میں اپنی عروج تک پہنچی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ناصرؒ نمازِ استسقاء (طلبِ بارش کی نماز) کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نمازِ استسقاء خلیفۂ قائمؑ کی دلیل ہے جن کی بدولت علمی قحط سے چھٹکارا مل جاتا ہے، جس طرح بارش کے ذریعے جسمی قحط سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔[۶]

آج الحمدللہ! دوسری بہت سی نعمتوں کے ساتھ روحانی اور جسمانی یا دینی اور دنیوی دونوں قسم کے علوم کے قحط سے چھٹکارا مل گیا ہے۔ یقیناً یہ اس مبارک دَور کا آغاز ہے اور وعدۂ الٰہی (۹:۳۳) کے مطابق ان شاء اللہ جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔

اس مبارک دَورِ قیامت میں دنیائے انسانیت اور بالخصوص مومنین اور مومنات کیلئے فیوض و برکات کی فراوانی کے ساتھ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اس سے

پہلے گذشتہ ادوارِ ستر میں انبیا و ائمہ علیہم السّلام یعنی حاملانِ نورِ خداوندی اور ان کے پیروؤں کے خلاف "حق کو چھپانے والوں (کافروں)" نے ہر گونہ ظلم و ستم بشمول سب و شتم اور قتل و غارت روا رکھا ہے۔ اس لئے ان ادوار میں انبیا و ائمہ علیہم السّلام کو دینِ حق کے حقائق کو چھپانے کے علاوہ اپنے جسموں کو بھی چھپانے کی ضرورت پڑتی تھی، یہاں تک کہ بعض اماموں کا ٹائٹل تاریخ میں "ائمۂ مستورین" یعنی "چھُپے ہوئے امام" پڑ گیا۔[۷] اس کا ذکر ربُّ العزت نے خود اپنے کلام میں سورۂ توبہ (۹) کی آیات (۳۲-۳۳) اور سورۂ صفّ (۶۱) کی آیات (۸-۹) میں فرمایا ہے کہ حق کو چھپانے والے ہر چند خدا کے نور کو بجھانے کی کوششیں کریں گے لیکن وہ اپنے وعدے کے مطابق (۹: ۳۲-۳۳) اپنے نور کو مکمل کرنے والا اور تمام ادیانِ عالم پر عالمگیر فتح و نصرت عطا فرمانے والا ہے۔

الحمدللہ! آج خدا کا نور مکمل ہو گیا ہے اور "حق کو چھپانے والوں" کی کوششیں خاک میں مل گئی ہیں۔ دَورِ ششم کے ایک ہزار سے بھی اوپر طویل تاریخ میں نورِ خداوندی یعنی نورِ امامت کو بجھانے اور اس کے مریدوں کو مٹانے کیلئے حق کو چھپانے والوں نے جو گوناگون ظلم و ستم کے طریقوں کو روا رکھا، ان کا معجزانہ خلاصہ حضرت مولانا سلطان محمّد شاہ علیہ السّلام نے اپنی میمائرس میں انگریزی زبان کے صرف تین جملوں میں فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"However, in 1848..., my grandfather settled peaceably in Bombay and there established his Durkhana, or headquarters. Not only was this a wise and happy personal decision, but it had an admirable effect on the religious and communal life of the whole Ismaili world. It was as if the heavy load of persecution and fanatical hostility, which they had had to bear for so long, was lifted." [۸]

"بہر حال ۱۸۴۸ء میں . . . میرے دادا سکون و اطمینان کے ساتھ بمبئی میں آباد ہو گئے اور وہاں انہوں نے اپنا درخانہ یا صدر مقام قائم کیا۔ یہ صرف ایک ذاتی نوعیت کا خوشگوار

اور عاقلانہ فیصلہ ہی نہ تھا بلکہ اسس کا تمام اسماعیلی دنیا کی مذہبی اور جماعتی زندگی پر قابلِ تعریف اثر مرتب ہوا۔ کچھ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جبر و ایذا اور مجنونانہ عداوت کا وہ بھاری بوجھ اب ہٹ چکا تھا، جسے اسماعیلی ایک طویل مدّت تک برداشت کرتے چلے آئے تھے۔"[9]

یہاں پر خود سیّدنا ناصرؒ کی شبِ قدرؒ کی تاویل سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ خود فرماتے ہیں اگرچہ تمام امام مرتبے میں برابر ہیں، بااین ہمہ حجّتِ قائمؑ کیلئے علم میں یہ منفرد مقام مختص ہے، تو سوال یہ ہے کہ اس بنیادی یکسانیت میں اس تخصیص میں کیا حکمت پائی جاتی ہے ؟

چونکہ اس سوال کا تعلق عالمِ خلق اور عالمِ امر یا دنیا اور دین دونوں سے ہے، اس لئے ان کے باہمی تعلقات کا سمجھنا ضروری ہے جو ایک لحاظ سے مشابہت ہے اور دوسری طرف سے مباینت۔[10] مشابہت کے لغوی معنی ہیں ایک دوسرے کے مشابہ یا مانند ہونا اور مباینت کے لغوی معنی ہیں ایک دوسرے کے مباین یا ایک دوسرے سے جدا ہونا اور یہ دونوں طریقے علم الیقین کی خصوصیات سے ہیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے عالمِ خلق، عالمِ دین اور وحدت کی معرفت کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "اِنَّ اللّٰہَ اَسَّسَ دِیْنَہٗ عَلٰی مِثَالِ خَلْقِہٖ لِیُسْتَدَلَّ بِخَلْقِہٖ عَلَی دِیْنِہٖ وَ بِدِیْنِہٖ عَلٰی وَحْدَانِیَّتِہٖ"[11] (یقیناً خدا نے اپنے دین کی بنیاد خلق کی بنیاد پر رکھی ہے تاکہ اس کے خلق سے اس کے دین پر اور اس کے دین سے اسکی وحدت پر دلیل لی جاسکے)۔ حدیثِ شریف سے واضح ہے کہ دینی حقائق کو سمجھنے کیلئے عالمِ خلق کی مثالوں میں مشابہت تلاش کرنے کی بنیادی ضرورت ہے چنانچہ عالمِ خلق میں دیکھتے ہیں کہ ایک ایسی نمایاں مثال موجود ہے جس کی دو نمایاں حیثیتیں پائی جاتی ہیں: ایک لحاظ سے یہ اپنی ذات میں اپنی شعاعوں کے ساتھ مجتمع ہے جہاں بہار، گرما،

خزاں اور سرما کا کوئی موسم نہیں، بلکہ صرف یکسانیت اور وحدت پائی جاتی ہے، دوسرے لحاظ سے یہ اپنی شعاعوں میں منتشر ہے اور ان کا اثر زمین پر اسکی گردش کی بنیاد پر شمالی اور جنوبی کُروں پر مختلف انداز سے پڑتا ہے، شمالی نصف کُرے پر موسمِ سرما میں اسکی اپنی گردش کی وجہ سے سورج زمین سے بہت دور ہو جاتا ہے اور اس کی شعاعوں کا اثر یعنی گرمی اور روشنی بہت کم پڑتی ہے جس کی وجہ سے زمین مردہ بن جاتی ہے۔ اس کے بعد بتدریج جب موسمِ بہار اور موسمِ گرما آتے ہیں تو زمین مردہ سے اور بظاہر خشک درختوں سے پہلے پھول اور پھر پھل اور زمین سے فصل تیار ہو جاتی ہے اور سال بھر کیلئے کھانے پینے کے ذخائر جمع ہو جاتے ہیں۔ سورج کی حرارت اور گرمی کے بڑھنے کا سلسلہ زمین کی گردش کی وجہ سے راَسِ سرطان (summer solstice) تک جاری رہتا ہے، پھر یہ سلسلہ گھٹنے لگتا ہے اور گھٹتے گھٹتے راَسِ جدی (winter solstice) پر رُک جاتا ہے اور جیسا کہ ذکر ہوا زمین کی حالت مردہ کی جیسی بن جاتی ہے اور پھر بڑھنے لگتا ہے، اور یہ سلسلہ اس طرح جاری رہتا ہے بالکل اسی طرح عالمِ دین کی حالت جو اس مثال کا ممثول یا حقیقت ہے، اس مثال کی جیسی بن جاتی ہے۔ عالمِ دین میں ادوارِ ستر موسمِ سرما جیسا تصور کیجیئے جس میں نورِ خداوندی یا نورِ امامت کو لوگوں کی نادانی اور جہالت کی وجہ سے ارواحِ انسانی کی روحانی ترقّی کیلئے کام کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا جاتا ہے، جبکہ جب دَورِ قیامت آجاتا ہے تو خداوندی طاقت اور قدرت سے طاغوتی طاقتیں دب جاتی ہیں اور نورِ امامت کو حضرتِ قائمؑ کے مرتبے میں اپنے مریدوں اور تمام دنیائے انسانیت کی روحانی اور اجتماعی ترقّی کیلئے کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

امید ہے کہ ربُّ العزت نے جس طرح عالمِ دین کے حقائق کو آسان ترین طریقے سے سمجھانے کیلئے عالمِ خلق کی مثالوں کو ذریعہ یا وسیلہ مقرر کیا ہے، اسی ذریعے یا وسیلے کے مطابق سمجھنے کی کوشش کی جائے تو مطلب بالکل واضح طور پر سمجھ میں آئیگا

اور کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

الحمدللہ! جیسا کہ شروع ہی میں ذکر ہوا ہے کہ آج دَورِ قیامت کا آغاز ہو چکا ہے اور انوارِ امامت وقت کی مناسبت سے انوارِ قیامت کے الگ القاب جیسے حجّتِ قائمؑ، حضرتِ قائمؑ، خلیفۂ قائمؑ کے تحت کام کر رہے ہیں۔ یہ کتاب جو چند نظموں کا مجموعہ ہے، اس میں ان انوارِ قیامت کے گوناگون معجزاتِ حِسّی و عقلی کی تعریف ان کے ایک عاشقِ صادق علاّمہ نصیرالدّین نصیرؔ ہونزائی نے کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ عشقِ حقیقی کی برکت سے عارفِ کامل بن گئے، جس کا ثبوت ان نظم و نثر دونوں میں ہمیشہ رہنے والا علم و معرفت ہے جس سے آج ہزاروں، لاکھوں روحیں فیضیاب ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ انوارِ قیامت کا احسانِ عظیم جو اُن پر ہوا، اس بارے میں فرماتے ہیں:

محسنِ اعظم کو دیکھا چشمۂ احسان ہے
غرقۂ بحرِ کرم کو اُس کا اِحسان یاد ہے[12]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَنِّہٖ وَاحْسَانِہٖ۔

فقیر حقیر
مرکزِ علم و حکمت، لندن

۲۱/ جون ۲۰۲۳ء، رأسِ سرطان

فہرست

۱۔ مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات ۷/جون ۱۹۹۹ء
الٰہی شکرِ نعمت کیلئے اب چشمِ گریان دے ۱

۲۔ نعت حضرتِ سیدُ الانبیاء والمرسلینؐ ۱۳/جنوری ۲۰۰۲ء
وہ بادشاہِ انبیاء وہ تاجدارِ اولیاء ۳

۳۔ علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ ۲۰/فروری ۲۰۰۶ء
ذکرِ خفی نورِ جلی علیؑ علیؑ علیؑ ۴

۴۔ جانِ جانِ عارفان اعنی علیؑ ۲۴/فروری ۲۰۰۶ء
مظہرِ نورِ خدا اعنی علیؑ ۵

۵۔ بموقعِ یومِ ولادتِ حضرت مولانا پاک امام سلطان محمّد شاہؑ ۳/نومبر ۲۰۰۵ء
اے آلِ نبیؐ! نورِ علیؑ! اساقیٔ کوثر! ۶

۶۔ تجلّی در تجلّی ۲۶/نومبر ۲۰۰۵ء
اے نورِ ازل گنجِ نہان شانِ تجلّی ۷

۷۔ ڈائمنڈ جوبلی (۱۹۴۶ء) کی رنگین و پُربہار یادیں!
جس گھڑی شاہ علیؑ جانبِ میدان آیا ۸

۸۔ میرا مولا بحرِ رحمت ہے ۳/جون ۲۰۰۷ء
جانشینِ شاہِ سلطانؑ نور مولانا کریمؑ ۱۰

۹۔ حاملِ انوارِ قرآن یکم/نومبر ۲۰۰۶ء
نورِ عَینِ پاک سلطانؑ نور مولانا کریمؑ! ۱۱

۱۰۔ شاہ! سلامٌ علیک
نام ہے تیرا کریمؑ شاہ سلامٌ علیک ۱۲

۱۱۔ توصیفِ لطیفِ مولانا حاضر امامؑ ۱۵/نومبر ۲۰۰۳ء
مظہرِ نورِ خدا مولا کریمؑ ۱۴

۱۲۔ یہ خواب ہے یا بیداری؟ جواب: خواب نہ تھا، مدہوشی تھی ۲۱/جون ۲۰۰۱ء
میں نے کل ظاہراً علیؑ دیکھا ۱۶

۱۳۔ ظاہر و باطن میں مولانا حاضر امامؑ کی تشریف آوری ۴/فروری ۲۰۰۵ء
اے گُلِ باغِ امامت تیری خوشبو سے فدا! ۱۷

۱۴۔ مولانا حاضر امامؑ کی باطنی تشریف ڈالاس میں ۹/فروری ۲۰۰۵ء
اے رہنمائے مومنان مولا کریمؑ مولا کریمؑ ۱۸

۱۵۔ تحفۂ نوروزِ عالم افروز — ۲۲/ مارچ ۲۰۰۵ء

گنجِ علم و معرفت ہے میرے مولائے کریمؑ ۱۹

۱۶۔ صد مرحبا خوش آمدید — ۱۳/ مئی ۲۰۰۵ء

اے مظہرِ نورِ خدا صد مرحبا خوش آمدید ۲۰

۱۷۔ توصیفِ امامِ حیّ و حاضر علیہ السّلام : تحفۂ عید الفطر — ۴/ نومبر ۲۰۰۵ء

وہ حضرتِ مولا ہے وہ از ہمہ اولیٰ ہے ۲۱

۱۸۔ امامِ زمانؑ — ۱۶/ مارچ ۲۰۰۶ء

آلِ پاکِ نبیؐ امامِ زمانؑ ۲۲

۱۹۔ امامِ برحقؑ — ۱۷/ مارچ ۲۰۰۶ء

گنجِ حکمت سرِّ وحدت ہے امام ۲۳

۲۰۔ ہر تجلّی ہے اُس کی حیرت زا — ۱۷/ مئی ۲۰۰۶ء

جلوہ فرما ہے وہ نہان و عیان ۲۴

۲۱۔ مولانا حاضر امامؑ کی شانِ اقدس میں — یکم/ نومبر ۲۰۰۶ء

یہاں نوروزِ عالم ہے، محبّان شکرِ مولانا ۲۵

۲۲۔ حضرت مولانا پاک حاضر امامؑ کی شانِ اقدس میں — ۲۸/ نومبر ۲۰۰۶ء

یہ کس کے واسطے آسمانوں سے فرشتوں کا درود و سلام آیا؟ ۲۶

۲۳۔ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (۱۲:۳۶) ۲۹/ نومبر ۲۰۰۶ء

نورِ پاکِ دُو جہان نور مولانا کریمؑ ۲۷

۲۴۔ گولڈن جوبلی = جشنِ زرّین ۳۰/ مئی ۲۰۰۷ء

شاہ کریمؑ نورِ علیؑ پاک و عالی ذات ہے ۲۸

۲۵۔ گولڈن جوبلی = جشنِ طلائی یکم/ جون ۲۰۰۷ء

شاہِ زمین و زمان! شاہ! سَلامٌ علیک ! ۲۹

۲۶۔ ڈائمنڈ جوبلی

جشنِ ڈائمنڈ جوبلی کا ماہِ انور کون ہے ؟ ۳۰

۲۷۔ مُحسنِ اعظم ۱۶/ جنوری ۲۰۰۶ء

میرے دل میں درد ہے اور مجھ کو درمان یاد ہے ۳۲

۲۸۔ نور مولانا کریمؑ ۳/ اگست ۲۰۰۷ء

اے رحیموں کے رحیم! نور مولانا کریمؑ ! ۳۳

۲۹۔ توصیفِ مولانا حاضر امام شاہ کریم الحسینیؑ ۱۲/ دسمبر ۲۰۰۷ء

آسمانِ علم و حکمت، نور مولانا کریمؑ ۳۴

۳۰۔ مولانا حاضر امام کے پاک فرمان کے سامنے لاکھوں مرید سر بسجود ہیں ۲۷/ دسمبر ۲۰۰۸ء

چشمۂ فضل و کرم ہے نور مولانا کریمؑ ۳۶

۳۱۔ نذرانۂ عقیدت — فروری ۱۹۷۶ء

اے مظہرِ نورِ خدا اھلاً وسہلاً مرحبا ۳۷

۳۲۔ مژدۂ نوروز — مارچ ۱۹۸۶ء

یہاں یہ نورِ یزدان ہے یہی ہے مژدۂ نوروز ۴۰

۳۳۔ سلکِ مروارید — ۸/ نومبر ۱۹۸۵ء

وہ مقدس وہ مطہر وہ امام ۴۳

۳۴۔ جامِ عشقِ ازل — ۱۱/ فروری ۲۰۰۵ء

انعام دے انعام دے عشقِ ازل کا جام دے ۴۵

۳۵۔ حضرتِ زہرا علیہا السّلام — ۲/ستمبر ۲۰۰۶ء

اے شہنشاہ زادی زہراؑ! اے فرشتۂ نیکنام! ۴۷

۳۶۔ اِستمداد — ۱۸/ نومبر ۲۰۰۳ء

المدد یا شاہِ مردان المدد! ۴۸

۳۷۔ دعائے جماعت خانہ کے فیوض و برکات — اکتوبر ۱۹۷۵ء

مومن کو سدا رحمتِ رحمان دعا ہے ۴۹

۳۸۔ رنجِ دنیا کو علیؑ نے گنجِ عقبا کر دیا — ۳۱/ مارچ ۲۰۰۷ء

میرا مولا خود گواہ ہے میں بہت ناچار تھا ۵۱

مناجات
بدرگاہِ قاضی الحاجات

الٰہی شکرِ نعمت کیلئے اب چشمِ گریاں دے
"فنائے عشق ہو جاؤں" یہی ہر لحظہ ارمان دے

اطاعت آنسوؤں سے ہو عبادت آنسوؤں سے ہو
محبت آنسوؤں سے ہو مجھے اک ایسا ایمان دے

مجھے یہ گریہ و زاری ہمیشہ تازہ رکھتی تھی
خدایا میری علت کی یہی ہے کہنہ درمان دے

مناجاتوں میں سب احباب اکثر گڑگڑاتے ہیں
تو اپنے فضل سے ان کو الٰہی گنجِ قرآن دے

بھلی لگتی ہے بیحد آنسوؤں کی گوھر افشانی
خداوندا کرم کر ہم کو چشمِ گوھر افشان دے

ترے قرآنِ اقدس میں جواہر ہی جواہر ہیں
اسی دریائے رحمت سے خدایا دُرّ و مرجان دے

حبیبِ کبریا ہے وہ کہ تاجِ انبیاء ہے وہ
محمد مصطفیٰؐ ہے وہ اسی کا ہم کو فرقان دے

علیؑ قرآنِ ناطق ہے علیؑ ہی بابِ حکمت ہے
اسی کی رہنمائی سے دلوں کو نورِ عرفان دے

امام و حجّتِ قائمؑ کہ سلطان بھی ہے جانان بھی
نصیرالدین کو یا ربّ ہمیشہ وصلِ جانان دے

[دیوان، حصّہ اوّل، صفحہ ٦١]

نعت

حضرتِ سیّدُالانبیاء والمرسلینؐ

وہ بادشاہِ انبیاء وہ تاجدارِ اولیاء
محبوبِ ذاتِ کبریا یعنی محمّد مصطفےٰؐ

وہ رحمۃٌ للّعالمین سُلطانِ پاکِ ملکِ دین
وہ ہادیٔ حقُّ الیقین یعنی محمّد مصطفےٰؐ

اقدس ہے اسکا سِلسلہ عالی ہے اسکا مرتبہ
قرآن ہے اسکا معجزہ یعنی محمّد مصطفےٰؐ

وہ مفخرِ سب مُسلمین وہ سرورِ سب کاملین
وہ رحمتِ دُنیا و دین یعنی محمّد مصطفےٰؐ

وہ پیشوائے مرسلین وہ ہے شفیعُ المذنبین
مقصودِ ربُّ العالمین یعنی محمّد مصطفےٰؐ

وہ تھا نبی وہ تھا صفی علمِ الٰہی میں غنی
محتاج اسکے ہیں سبھی یعنی محمّد مصطفےٰؐ

جس شب گئے پیشِ خدا افلاک سب تھے زیرِ پا
لولاک ہے اس کی ثنا یعنی محمّد مصطفےٰؐ

نورِ مجسّم وہ نبی خُود اسمِ اعظم وہ نبی
سب سے مقدّم وہ نبی یعنی محمّد مصطفےٰؐ

میں ہوں نصیرِ خاکسار اے سیّدِ عالی وقار
راضی ہے تجھ سے کِردگار جنّت تجھی سے پُر بہار

یعنی محمّد مصطفےٰؐ یعنی محمّد مصطفےٰؐ

علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

ذکرِ خفی نورِ جلی علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ
تجھ سے فدا ہے ہر ولی علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

عشقِ خدا تجھی سے ہے نورِ ہدا تجھی سے ہے
جُودو عطا تجھی سے ہے علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

علم و ہنر تجھی سے ہے لعل و گہر تجھی سے ہے
قند و شکر تجھی سے ہے علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

نورِ قلوبِ مومنان قبلۂ پاکِ قدسیان
شاہِ شہانِ دُو جہان علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

حبیبِ من طبیبِ من قریب سے بھی قریبِ من
علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

اُس کے جمالِ پاک کو کیسے میں حُسنِ گُل کہوں
جنّت میں جمالِ یار کو حق ہے جمالِ کُلّ کہوں علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

تیرے عشّاق سے فدا ہے نصیر
تیری درگاہ کا گدا یہ حقیر علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

[دیوان، حصّہ دوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۳۴]

جانِ جانِ عارفان
اعنی علیؑ

مظہرِ نورِ خدا اعنی علیؑ — آلِ پاکِ مصطفےؐ اعنی علیؑ
اسمِ اعظم، نورِ اقدم، ذاتِ حق — پادشاہِ انس و جان اعنی علیؑ
کنزِ اسرارِ ازل امُّ الکتاب — دینِ حق کا آسمان اعنی علیؑ
نورِ چشمِ عاشقان اعنی علیؑ — جانِ جانِ عارفان اعنی علیؑ

اوّل و آخر وہ ہے اور ظاہر و باطن وہ ہے — وہ علیمِ کلِّ شی اعنی علیؑ
جلوۂ نورِ خدا، خورشیدِ انوارِ ہُدا — شہسوارِ لافتیٰ اعنی علیؑ
محسنِ اعظم ہے میرا وہ کریم کارساز — شاہِ تختِ لامکان اعنی علیؑ
تاجِ فرقِ انبیاء ہے، نورِ قلبِ اولیاء — ذکرِ پاکِ مومنان اعنی علیؑ

تیرے در پر ہے سوالی یہ نصیؔرِ دلفگار
اے طبیبِ عقل و جان اعنی علیؑ

[دیوان، حصّہ دوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۳۵]

بموقعِ یومِ ولادت

حضرت مولانا پاک امام سلطان محمّد شاہ صلوات اللہ علیہ

اے آلِ نبیؐ! نورِ علیؑ! ساقیٔ کوثر!
تو علمِ الٰہی میں رہا بہتر و برتر

تو کنزِ معارف ہے تو ہی گنجِ خدا ہے　　　یہ جان و دلِ بندہ سدا تجھ سے فدا ہے

اسرارِ امامت کا خزانہ شہِ اکرم
تو نورِ مجسم ہے شہا! اعظم و اقدم

اے سرِّ ازل! سلسلۂ نورِ امامت!　　　اے مظہرِ حق! زمزمۂ رازِ قیامت!

اے نورِ منزّل! کہ تو ہے عالمِ قرآن
خورشیدِ ضیاء بخشِ دل و جانِ محبّان

اے گوہرِ مکنون! تو اے حکمتِ مخزون!　　　دریائے فراوانِ کرم صاحبِ قانون

اے اسمِ خدا! نجمِ ہُدا! مفخرِ آدمؑ!
اے جانِ جہان! نورِ فلک! زُبدۂ عالم!

(بموقعِ یومِ ولادتِ حضرتِ اعظم الائمہ صلوات اللہ علیہ)

تجلّی در تجلّی

اے نورِ ازل گنجِ نہان شانِ تجلّی معشوقِ دو عالم ہے تو سلطانِ تجلّی

وہ جانِ تجلّی ہے جانانِ تجلّی
قرآنِ تجلّی ہے بُرہانِ تجلّی

جنت میں وہ ہی دیکھا طوفانِ تجلّی ہے
غلمان و حوران ہیں حیرانِ تجلّی

وہ عالمِ انوارِ تجلّی کا فلک ہے اینجلز اُسی سے ہوئے بارانِ تجلّی

میں اُس کی تجلّی سے ہوا غرقۂ حیرت
ہے سارا جہان بے خود و حیرانِ تجلّی

اس نورِ تجلّی میں ہے وہ طُورِ تجلّی
ہر شخص میں پنہان ہے عرفانِ تجلّی

مجھ خاک سے کمتر کو فلک کس نے بنایا؟ سلطانِ تجلّی ہے سلمانِ تجلّی

دلدادہ نصیرالدّین! یہ عشق مبارک ہو!
فرمانِ شہِ خوبان فرمانِ تجلّی

[دیوان، حصّۂ دوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۲۹]

ڈائمنڈ جوبلی (۱۹۴۶ء)

کی رنگین و پُربہار یادیں!

جس گھڑی شاہ علیؑ جانبِ میدان آیا میرا دل کہنے لگا دیکھ کہ جانان آیا

رسنِ نورِ خدا سلسلۂ آلِ رسولؐ
شاہ علیؑ نام رکھا پھر شہِ مردان آیا

کثرتِ نورِ خدا کوئی تصوّر نہ کرے نورِ یکتا ہے علیؑ بہرِ مریدان آیا

غمِ دل دور ہوا اُنکے تبسم سے مجھے
چمنِ آلِ نبیؐ کا گلِ خندان آیا

محوِ دیدار ہوئے اہلِ حقیقت یکسر وارثِ مسندِ دین عالمِ قرآن آیا

انکے قدموں سے فدا کاش مری جان ہوتی!
جانبِ غرب سے اب یوسفِ کنعان آیا

مٹ گئی دل کی عنا اب غمِ وحشت نہ رہا خانۂ دل میں مرا خضرؑ ہے مہمان آیا

مست و بیخود ہیں مرید جامِ عقیدت پی کر
نورِ چشمِ شہِ دین حضرتِ سلطانؑ آیا

عالمِ حسن و جوانی کو مسخر کرکے شاہِ خوبانِ جہان پرنس علی ایس خانؑ آیا

لذتِ عشق میں ہے حکمتِ عالم پنہاں　　　درد الفت ہے مجھے مایۂ درمان آیا

سرِ تسلیم نصیؔر خاک پہ تھا بہرِ نیاز
مجلسِ خاص میں جب اشرفِ انسان آیا

[دیوان، حصّۂ اوّل، صفحہ ۱۱]

میرا مولا بحرِ رحمت ہے

جانشینِ شاہِ سلطانؑ نور مولانا کریمؑ مظہرِ اسرارِ سلمانؑ نور مولانا کریمؑ

اے کلیدِ کنزِ قرآن نور مولانا کریمؑ
بحرِ علمِ درّ و مرجان نور مولانا کریمؑ

اے بہشتِ عقل و جان! نورِ زمین و آسمان حوضِ نورِ حور و غلمان نور مولانا کریم

نورِ ربُّ العالمین، بادشاہِ ملکِ دین
صاحبِ عرشِ برین نور مولانا کریمؑ

آلِ پاکِ مصطفےؐ، اولادِ نورِ مرتضےٰؑ مشکل کشا، حاجت روا نور مولانا کریمؑ

بادشاہِ جشنِ زرّین، اے حسینوں کا حسین
معجزاتِ ملکِ چین نور مولانا کریمؑ

عالمِ انسانیت پر تیرا احسان ہے عظیم تو کریمِ کارساز ہے نور مولانا کریمؑ

میرا مولا بحرِ رحمت ہے نصیرؔ!
جملہ قرآن میں پڑھو نور مولانا کریمؑ

[دیوان، حصّہ سوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۱۰۷]

حاملِ انوارِ قرآن

نورِ عینِ پاک سلطانؑ نور مولانا کریمؑ ! اے بہارِ باغِ رضوان ! نور مولانا کریمؑ !

بادشاہِ علم و حکمت ، بحرِ احسان و کرم
حاملِ انوارِ قرآن ، نور مولانا کریمؑ !

آلِ پاکِ مُصطفےؐ ، اولادِ پاکِ مُرتضاؑ رازدارِ گنجِ پنہان ، نور مولانا کریمؑ !

معنئ حبلُ المتین ، وارثِ دینِ مُبین
اے امامِ عصرِ عرفان ، نور مولانا کریمؑ !

تُو حقیقت میں علیؑ ہے ، چشمِ باطن دیجئے ! شاہِ دیدار ! شاہِ دوران ! نور مولانا کریمؑ !

اے کریم کارساز ! میں بہت ناچار ہوں
فضل و اِحسان فضل و اِحسان ، نور مولانا کریمؑ !

سخت مشکل سامنے ہے ، یا علیؑ مُشکل کُشا ! مشکل آسان مشکل آسان ، نور مولانا کریمؑ !

میں نصیؔر سائل ہوں مولا ! رحم کر ! فریادرس !
اے تُو اکرم از کریمان ! نور مولانا کریمؑ !

[دیوان ، حصّہ دوم (غیر مطبوعہ) ، صفحہ ١٥٢]

شاہ! سلامٌ علیک

نام ہے تیرا کریمؑ شاہ سلامٌ علیک　　شان ہے تیری عظیم شاہ سلامٌ علیک

تیرے سوا کون ہے آلِ نبیؐ و علیؑ
نورِ خدائے حکیم شاہ سلامٌ علیک

ذکرِ خفی بن کے آ دیدہ و دل فرشِ راہ　　مالکِ ملکِ قدیم شاہ سلامٌ علیک

باغ و چمن کی بہار سرو و سمن کا نکھار
تو ہے گلوں کی شمیم شاہ سلامٌ علیک

برقِ تجلیٰ طور حسنِ خدا کا ظہور　　نورِ بچشمِ کلیم شاہ سلامٌ علیک

مصحفِ ناطق ہے تو علمِ لدن تجھ سے ہے
تو ہی الف۔ لام۔ میم شاہ سلامٌ علیک

تابشِ دیدار سے ظلمتِ غم ڈھل گئی　　تیرے کرم سے کریمؑ شاہ سلامٌ علیک

مظہرِ نورِ خدا آئینۂ حق نما
مصدرِ لطفِ عمیم شاہ سلامٌ علیک

تیری محبت سے میں دیکھ کہ پامال ہوں　　رحم کر اے بو رحیم شاہ سلامٌ علیک

عشق کا ہوں میں قتیل نفخۂ جاں بخش بھیج ہمرہِ بادِ نسیم شاہ سلامٌ علیک

تجھ سے شفا پا گئے دردِ جہالت سے ہاں
ہم جو ہوئے تھے سقیم شاہ سلامٌ علیک

پیکرِ نورِ خدا تو ہی تو ہے رہنما سوئے رہِ مستقیم شاہ سلامٌ علیک

مطلعِ رحمت ہے تو گوہرِ حکمت ہے تو
تو ہے صبور و حلیم شاہ سلامٌ علیک

کون ہے تجھ سا شفیق ہم پہ یہاں اور وہاں حامی و یارِ حمیم شاہ سلامٌ علیک

اس دلِ ویران میں آ، کہ وہ آباد ہو
چونکہ ہے تیرا حریم شاہ سلامٌ علیک

وصل ہے گویا بہشت راحتِ جاں سے بھری ہجر، عذابٌ الیم شاہ سلامٌ علیک

نقطۂ بسمل میں ہے عارفِ حق کیلئے
ایک کتابِ ضخیم شاہ سلامٌ علیک

معجزۂ عشق سے مردہ دلوں کو جِلا کون ہے تجھ سا حکیم شاہ سلامٌ علیک

جب سے کہ آیا نصیرؔ تیری غلامی میں بس
ہے ترے در پر مقیم شاہ سلامٌ علیک

توصیفِ لطیفِ مولانا حاضر امامؑ

مظہرِ نورِ خدا مولا کریمؑ　　　جانشینِ مصطفٰےؐ مولا کریمؑ

معدنِ جود و سخا کانِ کرم
چشمۂ آبِ بقا مولا کریمؑ

وہ چراغِ کائناتِ عقل و جان　　　وہ ستون، زیرِ سماء مولا کریمؑ

وہ ظہورِ نورِ شاہِ اولیاء
یعنی خود ہے مرتضٰیؑ مولا کریمؑ

وہ خلیفہ ہے خدائے پاک کا　　　حی و حاضر ہے سدا مولا کریمؑ

عالمِ شخصی میں جا کر دیکھ لے
کنزِ اسرارِ خدا مولا کریمؑ

وہ امامِ عصرِ حاضر ہے بحق　　　بادشاہِ دُوسرا مولا کریمؑ

تو کتابُ اللہِ ناطق ہے ہمیں
تجھ سے حکمت ہے عطا مولا کریمؑ

عاشقان تھے منتظر دیدار کے　　　مرحبا صد مرحبا مولا کریمؑ

جان فدا کر اپنے آقا سے نصیرؔ!
جان و دل تجھ سے فدا مولا کریمؑ

یہ خواب ہے یا بیداری؟
جواب: خواب نہ تھا، مدہوشی تھی

میں نے کل ظاہراً علیؑ دیکھا — اس خفی نور کو جلی دیکھا
وہ امامِ مبینِ آلِ رسولؐ — قبلۂ عاشقانِ اہلِ قبول
سر جھکا کر غریب نے سلام کیا — آنسوؤں کی زبان سے کلام کیا

اے سر تو سجدہ کر کہ ترا فرض سجدہ ہے — انکارِ سجدہ جس نے کیا وہ تو راندہ ہے
اے آنکھ کہاں ہیں ترے اشکوں کے وہ گوہر — اب شاہ کے قدموں سے کر وان کو نچھاور
اے نارِ عشق تجھ کو سلام ہو ہزار بار — تیرے کرم سے عاشقِ بیدل کو مل گیا قرار
ہم مردہ تھے کہ اس نے ہمیں زندہ کر دیا — چہرے اداس تھے کہ تابندہ کر دیا

نورِ رحمت کی سخت بارش تھی — ہر طرح کی بڑی نوازش تھی
ہم کو یہ اِک نئی حیات ملی — علم و حکمت کی کائنات ملی

دستِ پُرنور میں کمالِ معجزہ ہے — خاک کو چھو کے زر بناتا ہے سنگ کو وہ گہر بناتا ہے
نورِ عشقِ مرتضاؑ! ہر لحظہ ہو تجھ پر سلام — بندگانِ ناتمام تجھ ہی سے ہوتے ہیں تمام

میں ہوں نصیرِ خالی وہ ہے نصیرِ معنی
میں ہوں غلامِ ناکس وہ ہے امامِ اقدسؑ

[دیوان، حصۂ اوّل، صفحہ ۷۹]

ظاہر و باطن میں

مولانا حاضر امامؑ کی تشریف آوری

اے گُلِ باغِ امامت تیری خوشبو سے فدا !
دستگیری کر ہماری جلد اے حبلِ خدا !

مظہرِ نورِ خدا ! اے ہادیٔ دنیا و دین !
گنج بخشِ اسمِ اعظم ، اے امامُ المتقین

آلِ پاکِ مصطفےٰؐ اولادِ پاکِ مرتضےٰؑ
چشمۂ علمِ الٰہی معدنِ جود و سخا

میں بہت رنجور ہوں مجبور ہوں مولائے من !
عشق کی زنجیر میں کیوں دُور ہوں آقائے من !

تیرے ہر فرزندِ روحی کو مرا قلبی سلام
جو بھی تیرے ہیں ہمارے ہیں تمام

[دیوان ، حصّۂ دوم (غیر مطبوعہ) ، صفحہ ۱۴]

مولانا حاضر امامٌ کی باطنی تشریف
ڈالاس میں

اے رہنمائے مومنان مولا کریمؑ مولا کریمؑ
اے نورِ چشمِ عاشقان مولا کریمؑ مولا کریمؑ
تو آلِ پاک مُصطفاؐ اولادِ پاک مُرتضاؑ
اے مظہرِ نورِ خدا مولا کریمؑ مولا کریمؑ
اے بادشاہِ ملکِ دین اے معنیٔ حَبلُ المتین
نورِ جبین عرشِ برین مولا کریمؑ مولا کریمؑ
اے ہادیٔ عصر و زمان نورِ زمین و آسمان
اے سرورِ کون و مکان مولا کریمؑ مولا کریمؑ
اے کنزِ اسرارِ خدا اے معدنِ جُود و سخا
اے قبلۂ اہلِ صفا مولا کریمؑ مولا کریمؑ

ہم سب غریبوں کیلئے دیدارِ اقدس ہو عطا!
اے پیشوائے اتقیا مولا کریمؑ مولا کریمؑ

تحفۂ نوروزِ عالم افروز

گنجِ علم و معرفت ہے میرے مولائے کریمؑ
اِس لئے حاصل ہؤا ہے ہم کو عرفانِ بہشت

آ ذرا دل میں سما، اے جانِ عشق! جانِ بہشت!
شاہِ خوبانِ دو عالَم شاہِ شاہانِ بہشت!

نورِ چشمِ عاشقاں، مقصودِ رُوحِ عارِفاں،
قبلۂ اہلِ حقیقت کنزِ قرآنِ بہشت

اے حسینِ بے مثال و اے جمیلِ لازوال!
تیرا دیدارِ مقدس ہی تو ہے جانِ بہشت!

اہلِ جنت نعمتوں میں مست و بے خود ہوگئے
میں فقط عاشق ہوں تیرا اے تُو رِضوانِ بہشت!

یہ تصور ہے مگر حق ہے سنو اے جانِ جان!
تجھ سے سب کے سب فدا ہیں حُور و غلمانِ بہشت

سُن نصیرا! میرا مولا خازنِ فردوس ہے
اب بچھا الحمدللہ خوب ہے خوانِ بہشت

مولانا حاضر امام کی شانِ اقدس میں

صد مرحبا خوش آمدید

اے مظہرِ نورِ خدا صد مرحبا خوش آمدید
اے آلِ پاکِ مصطفیٰ صد مرحبا خوش آمدید

اولادِ شاہِ اولیا سلطان ملکِ اِنّما
در دین و دنیا رہنما صد مرحبا خوش آمدید

اے نورِ چشمِ عاشقان اے مالکِ کون و مکان
اے صاحبِ عصر و زمان صد مرحبا خوش آمدید

اے رہنمائے مومنان اسمِ بزرگِ عارفان
نورِ جبینِ کاملان صد مرحبا خوش آمدید

اے تُو امیر المومنین اے تو امامُ المتقین
اے معنیٔ حبلُ المتین صد مرحبا خوش آمدید

اے معدنِ جود و سخا اے چشمۂ آبِ بقا
اے کعبۂ اہلِ صفا صد مرحبا خوش آمدید

مدحِ تُو می گُوید نصیؔر اے پادشاہِ بے وزیر
اے بر زمین بدرِ منیر صد مرحبا خوش آمدید

[دیوان، حصّۂ دوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۱۹]

توصیفِ امامِ حیّ وحاضر علیہ السّلام

تحفۂ عید الفطر

وہ حضرتِ مولا ہے وہ از ہمہ اولیٰ ہے
وہ شاہِ تولّا ہے وہ عالمِ بالا ہے

وہ نورِ منزَّل ہے وہ اکمل و افضل ہے
جنت کا وہی رِضوان وہ عرشِ معلّیٰ ہے

وہ نور سے نور آیا وہ جلوۂ طور آیا
ہر دل کی خوشی ہے وہ ہر گھر میں اُجالا ہے

وہ حبلِ خدا بھی ہے وہ نورِ ہدا بھی ہے
وہ آبِ بقا بھی ہے وہ اکرم و اعلیٰ ہے

احسانِ الٰہی کا وہ بحر ہے بے پایان
غرقاب رہو یارو! یہ رحمتِ مولا ہے

قرآنِ مقدس میں وہی میرے مُربّی ہیں
دیجورِ جہالت سے مجھے اُس نے نکالا ہے

دیدار عطا کرشۂ خُوبانِ دُو عالم
اے سُبحۂ انوار! کہ تو ہی نور کا مالا ہے

[دیوان، حصّۂ دوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۲۸]

امامِ زمانؑ

آلِ پاکِ نبیؐ امامِ زمان
نورِ عینِ علیؑ امامِ زمان

تو ہے حبلِ خدا صراطِ سوی ... شاہِ کون و مکان امامِ زمان
مظہرِ حق امامِ عصر و زمان ... رہبرِ مومنان امامِ زمان
شاہِ جود و سخا امامِ زمان ... نردبانِ سما امامِ زمان

عارفوں کا یہی ہے گنجِ نہان
عاشقوں پر عیان امامِ زمان
نورِ انوارِ انبیاء ہے وہ
روحِ اَرواحِ اَولیاء امامِ زمان

سرورِ اصفیا امامِ زمان ... ہادئ اتقیا امامِ زمان
وہ کتابِ خدا جو ناطق ہے ... بحرِ تاویل ہے امامِ زمان

تیرے در پر نصیؔر گریان ہے
رحمتِ دُو جہان امامِ زمان

امامِ برحقؑ

گنجِ حکمت سرِّ وحدت ہے امام فخرِ ملّت تاجِ عزّت ہے امام
بحرِ رحمت کانِ برکت ہے امام
میرا رضوان میری جنّت ہے امام
وہ امامُ المتّقین ہے اور امامُ النّاس بھی وہ رسولِ پاکؐ کی خود پاک عترت ہے امام
میں غلامِ کمترین اُس بندہ پرور کا رہا
دونوں عالم میں یقیناً مجھ پہ رحمت ہے امام
میرا مولا الوَدُود ہے ہم محبّانِ علیؑ اپنے عاشق کی جبین میں زندہ جنّت ہے امام
کون کہتا ہے کہ میں مولا کے دَر سے ہَٹ گیا
غافلو! سُن لو کہ سچ مُچ میری جنّت ہے امام
خاندانِ پاکِ مولا حاملِ یک نور ہے مظہرِ قائمؑ ہے حقّا نورِ حجّتؑ ہے امام

اے نصیرالدّین اب تم سرِّ اعظم فاش کر
کلِّ دولت کلِّ نعمت کلِّ راحت ہے امام

[دیوان، حصّۂ دوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۴۰]

ہر تجلّی ہے اُس کی حیرت زا

جلوہ فرما ہے وہ نہان و عیان — اُس سے خالی نہیں زمان و مکان

اُس کے انوار ہیں عجیب و غریب
اُس کے اسرار ہیں عجیب و غریب

وہ خفی بھی ہے اور جلی بھی ہے — وہ ولی بھی ہے اور علی بھی ہے

نورِ ارض و سماء ہے نور اُس کا
کلّ عالم میں ہے ظہور اُس کا

ہر تجلّی ہے اُس کی حیرت زا — ہر زمانے میں ہے وہی یکتا

میرا محبوب اسمِ اعظم ہے
ذکرِ اکبر ہے نورِ اقدم ہے

وہ علیم و حکیم، غفور و رحیم — وہ ملیک و وَدُود و حیٌّ و قدیم

تیرے عُشّاق سے فدا ہے نصیرؔ
تیری درگاہ کا گدا ہے نصیرؔ

[دیوان، حصّہ دوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۴۱]

مولانا حاضر امامؑ کی شانِ اقدس میں

یہاں نوروزِ عالم ہے، محبّانِ شکرِ مولانا
بہارِ نُورِ اعظم ہے، محبّانِ شکرِ مولانا

علیؑ تشریف فرما ہے، قیامت دل میں برپا ہے
نتیجۂ اسمِ اکرم ہے، محبّانِ شکرِ مولانا

امامُ المتّقین آیا، امیرُ المومنین آیا
شہِ دنیا و دین آیا، محبّانِ شکرِ مولانا

علیؑ مشکل کُشا آیا، دلوں کا بادشاہ آیا
وہ ہر حاجت روا آیا، محبّانِ شکرِ مولانا

سخی ہے نورِ مولانا، کریم ہے نورِ مولانا
وہی آلِ محمدؐ ہے، محبّانِ شکرِ مولانا

وہ نورِ پنجتن آیا، وہ شاہ علم وفن آیا
وہ مولائے زمن آیا محبّانِ شکرِ مولانا

جماعت شادمان ہوگی، یقیناً مدح خوان ہوگی
ضیائے قلب وجان ہوگی، محبّانِ شکرِ مولانا

نصیؔرا! تُو فدا ہو جا غلامانِ امامت سے
کہا کر جان اور دل سے محبّانِ شکرِ مولانا

حضرت مولانا پاک حاضر امامؑ
کی شانِ اقدس میں

یہ کس کے واسطے آسمانوں سے فرشتوں کا درود وسلام آیا؟
امامِ حیّ و حاضر کی پاک تشریف آوری کا پیام آیا
امامِ حاضر و ناظر سے ہماری جان قربان ہو!
اسی کے فضل و رحمت سے ہماری مشکل آسان ہو!

نبیؐ کی آلِ اَطہر ہے، علیؑ کا نورِ اظہر ہے ۔۔۔ صفاتِ ربِّ اکبر ہے، محبّان شکرِ مولانا
وہی نورانی قرآن ہے، وہی خود گنجِ پنہان ہے ۔۔۔ وہی جان اور جانان ہے، محبّان شکرِ مولانا
امیرُ المومنین ہے وہ، امامُ المتقین ہے وہ ۔۔۔ شہِ دنیا و دین ہے وہ، محبّان شکرِ مولانا
جہان میں اسکی شہرت ہے، دلوں میں اسکی عزت ہے ۔۔۔ وہ کنزِ علم و حکمت ہے، محبّان شکرِ مولانا
وہ نورِ عرشِ اعظم ہے، یقیناً نورِ اقدم ہے ۔۔۔ وہ اسمِ پاکِ اکرم ہے محبّان شکرِ مولانا

دل و جان سے غلامی کر نصیؔرا اپنے آقا کی
کہ وہ دانا و بینا ہے محبّان شکرِ مولانا

[دیوان، حصّۂ دوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۲۱۷]

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (۱۲:۳۶)

نورِ پاکِ دُو جہان نور مولانا کریمؑ　　نورِ چشمِ عاشقان نور مولانا کریمؑ
نورِ سُلطانؑ، نورِ سلمانؑ نور مولانا کریمؑ　　نورِ قرآن، نورِ ایمان نور مولانا کریمؑ

ساری دنیا کا امام، مسلمین کا بھی امام
متّقین کا بھی امام نور مولانا کریمؑ

میرا مولا قرآن میں نور ہی نور ہے　　طُور میں نور، حُور میں نور، نور مولانا کریمؑ
عالمِ شخصی میں دیکھا میرا مولا نور ہے　　نور کا آئینۂ پاک، نور مولانا کریمؑ

تم بہشتِ معرفت میں جا کے ہر چیز دیکھ لو
کُلَّ شَیْئٍ میں نور ہی نور، نور مولانا کریمؑ

تم دعائے نور کی حکمت سمجھ لو اے عزیز!　　ہے سراسر نورِ مجسّم نور مولانا کریمؑ
نور کی حکمت طلب کر اے عزیزِ ہوشمند!　　تا کہ لُطفًا کر دے عطا، نور مولانا کریمؑ

عاشقِ نورِ علیؑ ہے یہ نصیرِ خاکسار
چشمۂ نور و ضیا ہے نور مولانا کریمؑ

گولڈن جوبلی = جشنِ زرّین

شاہ کریمؑ نورِ علیؑ پاک و عالی ذات ہے آسمان سے جسکے جشن میں نور کا برسات ہے

جشنِ زرّین ہے زمانے میں انوکھا انقلاب !
کیا عجب گر ہوا یومُ الحساب

جشنِ زرّین دینِ حق کا عیدِ اعظم مان لو! جس کا مقصد ہر زمانے سے مقدّم مان لو!

شادمان ہو گی جماعت یہ یقینی بات ہے
ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں جامعُ الآیات ہے

جنتُ الاعمال کا حرکت میں آنا ہے یقین یہ بھی ممکن ہے کہ جلوے دکھائے حورِ عین

آسمانِ نُورِ قائم گھوم کے آیا ہے یہاں
ہر خزانۂ آسمان دنیا میں ہونا چاہئے

نورِ قائمؑ سے ساری زمین منور ہو جائے گی ظلم کی بنیاد جہاں سے زیر و زبر ہو جائے گی

خاکِ پائے عاشقان ہو کر رہو عاجز نصیرؔ !
تاکہ ہو جائے ہمیشہ نورِ مولا دستگیر

[دیوان، حصّۂ سوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۱۰۳]

گولڈن جوبلی = جشنِ طلائی

شاہِ زمین و زمان ! شاہ! سلامٌ علیک!
شاہِ مکین و مکان ! شاہ! سلامٌ علیک!

جشنِ طلائی ترا، جشنِ خدائی ترا   جشنِ عطائی ترا، شاہ ! سلامٌ علیک !
آلِ نبیؐ کریمؐ ! نورِ علیؑ عظیمؑ !   سِرِّ ملیکِ قدیم! شاہ ! سلامٌ علیک !

کون و مکاں تجھ سے ہے، گنجِ نہاں تجھ سے ہے
امن و اماں تجھ سے ہے، شاہ! سلامٌ علیک!

مظہرِ حیدرؑ ہے تو، قاضئ محشر ہے تو   ساقئ کوثر ہے تو، شاہ! سلامٌ علیک!
جلوۂ نورِ خدا، تاجِ سرِ انبیاء   شاہِ ہمہ اولیاء، شاہ! سلامٌ علیک!

بندہ ہے تیرا نصیرؔ، اے تو علیؑ دستگیر
ارض و سما کا سلام، شاہ! سلامٌ علیک!

[دیوان، حصۂ سوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۱۰۵]

ڈائمنڈ جوبلی

جشنِ ڈائمنڈ جوبلی کا ماہِ انور کون ہے؟ جسکو ہم ہیروں میں تولیں گے وہ دلبر کون ہے؟

سر پہ ہے تاجِ امامت علم گویا ذوالفقار
رونقِ تختِ خلافت زیبِ منبر کون ہے؟

نورِ حق آیا زمین پر تا کہ ہو فضل و کرم ورنہ اس عالم میں ایسا بندہ پرور کون ہے؟

چودہ طبقوں کے نفوس اور عالمِ ارواح بھی
دیکھئے سجدے میں ہیں اللہ اکبر کون ہے؟

باغِ عالم میں تو وہ گل ہے جو مرجھاتا نہیں جلوۂ نورِ خدائی! تجھ سے بڑھ کر کون ہے؟

آفتابِ نور ہے یا طور کی تجلی ہے تو
کون ہے پوچھو ذرا یہ پاک گوہر کون ہے؟

ہاں علیؑ اب بھی علیؑ ہے نورِ باطن دیکھ لو میں بتاؤں دوستو اسوقت حیدرؑ کون ہے؟

شاہِ شاہانِ دو عالم شاہ کریمؑ کارساز
انسے اکرم، انسے افضل، انسے برتر کون ہے؟ *

پہلے چاندی بعد میں سونے میں مولا تل گیا
اب تو ہیروں میں تلے گا ان کا ہمسر کون ہے ؟

خلد میں ہرگز نہ جاؤں حشر کے دن میں کبھی   گر ترا در چھوڑ جاؤں مجھ سا کافر کون ہے ؟

پردۂ دل سے سکھاتا ہے مجھے طرزِ غزل
کیا بتاؤں میں تمہیں اس دل کے اندر کون ہے ؟

اس جہاں سے اس جہاں تک سب مراحل طے ہوئے   ہم کو شہ کی رہبری میں ایسا رہبر کون ہے ؟

بزمِ شاہی میں نصیؔرا تو کیوں خاموش ہے ؟
شعرِ رندانہ سنا تجھ سا سخنور کون ہے ؟

* یہ نظم اصل میں مولانا سلطان محمد شاہ علیہ السّلام کی ڈائمنڈ جوبلی پر لکھی گئی تھی، لیکن اس کی صوری اور معنوی جمال و جلال کی وجہ سے مولانا حاضر امامؑ کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع کیساتھ بھی نسبت پیدا کرنے کیلئے اس شعر کا اضافہ کیا گیا ہے، یہ ہمت اس لئے پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے بھی بزرگوار اس خاکسار کی ہمت افزائی کیلئے ایسے حقیر مشورے قبول فرماتے تھے۔
مترجم

[دیوان، حصّۂ اوّل، صفحہ ۷۵]

مُحسنِ اعظم

میرے دل میں درد ہے اور مجھ کو درماں یاد ہے ‏ ‏ ‏ ‏ جان ہی میں وہ نہاں ہے میرا جاناں یاد ہے

محسنِ اعظم کو دیکھا چشمۂ احسان ہے
غرقۂ بحرِ کرم کو اُس کا اِحسان یاد ہے
سلطنت کا مدّعی ہے ہر کس و ناکَس یہاں
اے خوشا! وہ مجھ کو سلطانؑ ابنِ سلطانؑ یاد ہے

عشقِ پاکِ پنجتن سلمانؑ میں اِک نور تھا ‏ ‏ ‏ ‏ مجھ کو وہ نورِ مبارک اور سلمانؑ یاد ہے

حافظِ قرآن نہیں میں عاشقِ قرآن ہوں
آیۂ کرسی میں مجھ کو جملہ قرآن یاد ہے
یہ حقیقت ہے کہ اوّل عرشِ ربّ پانی پہ تھا
مجھ کو ایسا باکرامت عرشِ رحمان یاد ہے

شاہِ خوبانِ دُو عالم پیکرِ حُسن و جمال ‏ ‏ ‏ ‏ اسمِ اعظم نورِ اَقدم گنجِ پنہان یاد ہے

اے تجلّی در تجلّی ! اے خفی اندر جلی !
آسمانِ علم و حکمت! تیرا طوفان یاد ہے

نورمولانا کریمؑ

اے رحیموں کے رحیم ! نورمولانا کریمؑ !
اے کریموں کے کریم ! نورمولانا کریمؑ !

اے طبیبوں کے طبیب ! نورمولانا کریمؑ !
اے حکیموں کے حکیم ! نورمولانا کریمؑ !

اے تو پاک از کیف وکم ! صاحبِ لوح وقلم !
کانِ جود، بحرِ کرم، نورمولانا کریمؑ !

رہنمائے مومنان ! نورِ چشمِ عاشقان !
شاہِ شاہانِ جہان ! نورمولانا کریمؑ !

مدح خوان ہو جا نصیؔر ! جان فشان ہو جا نصیؔر !
تا کرم فرما ہو تجھ پر نورمولانا کریمؑ !

[دیوان، حصّۂ سوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۲۷۶]

توصیفِ

مولانا حاضرِ امام شاہ کریم الحسینیؑ

بموقعِ یومِ ولادت ۱۳/ دسمبر ۲۰۰۷ء

آسمانِ علم و حکمت، نورِ مولانا کریمؑ
بادشاہِ تختِ عزّت، نورِ مولانا کریمؑ

یا امام المتّقین! یا امیر المومنین!
سرورِ خُلدِ بریں! نورِ مولانا کریمؑ

راز دارِ انبیاء، تاجدارِ اولیاء
آلِ پاکِ مصطفےٰ، نورِ مولانا کریمؑ

اے چراغِ کائنات! اے نورِ پاکِ شش جہات!
پاک در ذات و صفات، نورِ مولانا کریمؑ

اے بہشتِ عقل و جان! اے نورِ چشمِ عاشقان!
سرِّ امرِ کُن فکان! نورِ مولانا کریمؑ

جلوۂ نورِ قدیم، گنجِ قرآنِ حکیم
مرحبا! شاہِ عظیم، نورِ مولانا کریمؑ

محسنِ اعظم ہے تو! رحمتِ عالم ہے تو!
مقصدِ آدمؑ ہے تو! نورِ مولانا کریمؑ

اے کریمِ خاص و عام! اے امام ابنِ امام!
دہر ہے تیرا غلام، نورِ مولانا کریمؑ

مظہرِ نورِ خدا! گنج بخشِ ہر گدا!
نصیؔر تجھ سے فِدا! نورِ مولانا کریمؒ

[دیوان، حصّہٴ چہارم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۹۱]

مولانا حاضر امامؑ کے پاک فرمان

کے سامنے لاکھوں مرید سربسجود ہیں

چشمۂ فضل و کرم ہے نورِ مولانا کریمؑ
منبعِ علم و حکم ہے نورِ مولانا کریمؑ

اے امامِ اوّلین و آخرین! نورِ مولانا کریمؑ
نورِ سبحان، گنجِ قرآن، نورِ مولانا کریمؑ

آسمانِ دین و ایمان، نورِ مولانا کریمؑ
معدنِ احسان و عرفان، نورِ مولانا کریمؑ

رہنمائے کاملان، بادشاہِ مومنان
نورِ چشمِ عاشقان، نورِ مولانا کریمؑ

اے نصیرؔ! تو سجدۂ شکرانہ کر!
بحرِ احسان و کرم ہے، نورِ مولانا کریمؑ

اسکے انوارِ ہدایت سے دینِ حق روشن ہوا
آفتابِ نورِ سلمانؑ، نورِ مولانا کریمؑ

[دیوان، حصّۂ ششم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۱۶۶]

بموقع تشریف آوریٔ امامِ زمان شاہ کریم الحسینی صلوات اللہ علیہ

نذرانۂ عقیدت

اے مظہرِ نورِ خدا اھلاً وسہلاً مرحبا
اے آلِ پاکِ مصطفےٰؐ اھلاً وسہلاً مرحبا

خورشیدِ انوارِ ہدا سلطانِ ملکِ انّما
اے جانشینِ مرتضےٰؑ اھلاً وسہلاً مرحبا

تشریف فرما جب ہوئے قرآنِ ناطق اسطرف
روح الامین کہنے لگا اھلاً وسہلاً مرحبا

دیدارِ اقدس کیلئے ہم دیر سے تھے تشنہ لب
اے چشمۂ آبِ بقا اھلاً وسہلاً مرحبا

جب یارِ جانی آگئے جانیں ہوئیں سب فرشِ راہ
نکلی دلوں سے یہ صدا اھلاً وسہلاً مرحبا

سلطانِ عزت آگیا دریائے رحمت آگیا
باصد عنایات و سخا اھلاً وسہلاً مرحبا

خورشیدِ راحت آگیا اب ظلمتِ غم مٹ گئی
اے دل کہا کر برملا اھلاً وسہلاً مرحبا

کرتے ہیں سر خم ہو کے سب تسلیم و تعظیم و ادب
پڑھتے ہوئے صَلِّ علیٰ اھلاً وسہلاً مرحبا

اے علم و حکمت کے چراغ اب آپکی تشریف سے
ہر دل منور ہوگیا اھلاً وسہلاً مرحبا

امید کے غنچے کھلے ارمان کے موتی ملے　　احسان ہے یہ آپ کا اھلاً وسہلاً مرحبا

مسرور و نازاں ہو گئے شادان و خنداں ہو گئے
یہ آپ کے اہلِ وفا اھلاً وسہلاً مرحبا

جب آپ گویا ہو گئے موتی بکھر جانے لگے　　اے گنجِ اسرارِ خدا اھلاً وسہلاً مرحبا

یہ کیا کرشمہ ہو گیا مٹی سے سونا بن گیا
یہ کیمیائے عشق تھا اھلاً وسہلاً مرحبا

اک دل نیا سا مل گیا اک جان نئی سی آ گئی　　اب ہم میں اے نورِ خدا اھلاً وسہلاً مرحبا

سب اہلِ دل مخمور ہیں اس وصلِ نورانی سے اب
اے رہبرِ صدق و صفا اھلاً وسہلاً مرحبا

یہ دل ہے یا گلشن ہے یہ اتنی خوشی ایسی خوشی　　اے جانِ جاں، روحی فدا اھلاً وسہلاً مرحبا

میری خوشی کا یہ سماں بیدار ہوں یا خواب میں!
یا یہ کہ میں بے خود ہوا اھلاً وسہلاً مرحبا

مستی ہے یا پستی ہے یہ ہستی ہے یا کیفِ فنا!　　یہ ارض ہے یا ہے سما اھلاً وسہلاً مرحبا

یہ وصلِ جاناں کی شراب فکر و نظر کا انقلاب
یہ دردِ الفت کی دوا اھلاً وسہلاً مرحبا

یہ محفلِ بزمِ لقا یہ منظرِ نور و ضیا　　یہ جامِ عشق جانفزا اھلاً وسہلاً مرحبا

دیدار کی گفتار کی یہ لذتیں یہ راحتیں
سب آپ ہی کی ہیں عطا اھلاً وسہلاً مرحبا

مقصودِ ربّ العالمین محبوبِ شاہِ مرسلینؐ اے ہادیٔ راہِ ہدا اھلاً و سہلاً مرحبا

اے سرورِ روئے زمین اے بادشاہِ ملکِ دین
اے دل نشین و دل رُبا اھلاً و سہلاً مرحبا

حبلِ خدائی آپ ہیں اے مقتدائے مومنان اے شہسوارِ لافتیٰ اھلاً و سہلاً مرحبا

اے پیکرِ حسن و جمال اے صورتِ وصفِ کمال
آئینۂ ایزد نما اھلاً و سہلاً مرحبا

اے وارثِ دینِ نبیؐ اے والیٔ ملکِ وصیؑ اے صاحبِ حوض و لوا اھلاً و سہلاً مرحبا

تو کون ہوتا ہے نصیؔر جو شاہ کی مدحت کرے
چپ ہو کے سن سب کی ذرا اھلاً و سہلاً مرحبا

مژدۂ نوروز

یہاں یہ نورِ یزداں ہے یہی ہے مژدۂ نوروز   کہ یہ خود روحِ قرآں ہے یہی ہے مژدۂ نوروز

یہ وہ نوروز ہے گویا خدا نے کر دیا برپا
اسی دن خیمۂ خضرا یہی ہے مژدۂ نوروز

ہوئی جس دن زمین پیدا وہی نوروزِ ارضی تھا   کہ ہر تارا ہے اک دنیا یہی ہے مژدۂ نوروز

ازل نوروزِ عقلی ہے الست نوروزِ روحی ہے
جنم نوروزِ ذاتی ہے یہی ہے مژدۂ نوروز

بمنشائے خداوندی پیمبرؐ نے علیؑ کو دی   امامت بھی نیابت بھی یہی ہے مژدۂ نوروز

علیؑ نورِ امامت ہے شہنشاہِ ولایت ہے
وہ بابِ علم و حکمت ہے یہی ہے مژدۂ نوروز

وہی نوروز کا سلطاں وہی ہے جان اور جانان   وہی ہے مایۂ ایماں یہی ہے مژدۂ نوروز

فروغِ صبح صادق ہے بہارِ جانِ عاشق ہے
وہی قرآنِ ناطق ہے یہی ہے مژدۂ نوروز

امامِ انس و جاں ہے وہ ضیائے لامکاں ہے وہ   کہ مولائے زماں ہے وہ یہی ہے مژدۂ نوروز

ظہورِ عالمِ ملکوت وہ نورِ عالمِ جبروت
وہ گنجِ گوہرِ لاہوت یہی ہے مژدۂ نوروز

قبائے اِنَّمَا اس کی ردائے ھَلْ اَتٰی اس کی   عطائے کبریا اس کی یہی ہے مژدۂ نوروز

وہی ہے بحرِ گوہر زا جمال وحسن کی دنیا
کتابِ عالمِ بالا یہی ہے مژدۂ نوروز

جہاں محبوبِ جان آیا وہ بن کر اک جہان آیا   اسی میں لامکان آیا یہی ہے مژدۂ نوروز

ترا دل جب منور ہو درخشاں مثلِ خاور ہو
نشیمن گاہِ مظہر ہو یہی ہے مژدۂ نوروز

خیال و فکر روشن ہو نظر اک باغ و گلشن ہو   طلب بھی گل بدامن ہو یہی ہے مژدۂ نوروز

نویدِ جان فزا آئی امامت کی دعا آئی
مسرت کی ہَوا آئی یہی ہے مژدۂ نوروز

جو اک خورشیدِ تاباں ہے وہی سلطانِ خوباں ہے   وہی پیدا و پنہاں ہے یہی ہے مژدۂ نوروز

اگر مولا سے الفت ہے اگر اعزازِ خدمت ہے
یہی توفیق و ہمت ہے یہی ہے مژدۂ نوروز

اطاعت کر عبادت کر درِ مولا کی خدمت کر   اسی سے تو محبت کر یہی ہے مژدۂ نوروز

اگر وہ تجھ کو خدمت دے اسی کیساتھ ہمت دے
محبت دے بصیرت دے یہی ہے مژدۂ نوروز

اسی خدمت میں حکمت ہے اسی میں تیری عزت ہے   یہی اک زندہ دولت ہے یہی ہے مژدۂ نوروز

نصیرؔا ! تو نہیں تنہا گدائے کوچۂ مولا
یہاں ہے اک جہان شیدا یہی ہے مژدۂ نوروز

[دیوان، حصّۂ اوّل، صفحہ ۲۱]

بموقعِ تشریف آوریِ مولانا حاضر امام شاہ کریم الحسینی
صلوات اللہ علیہ وسلامہ

سلکِ مروارید

(موتیوں کی لڑی)

وہ مقدس وہ مطہر وہ امام — جانشینِ مصطفیٰؐ عالی مقام
دیکھ لو! اس کو خدا کے حکم سے — عالمِ ملکوت کرتا ہے سلام
نورِ یزدان ہے وہ اولادِ علیؑ — جس کا دنیا کر رہی ہے احترام
شاہِ دین جس کو کہا جاتا ہے وہ — جو جہان میں ہے نہایت نیک نام
جو نگاہِ عشق میں اک جلوہ ہے — آسمانِ حسن کا ماہِ تمام
جو مسیحائے زمان ہے وہ طبیب — جس کا درشن زخمِ دل کا اِلتیام
وہ خدائے پاک کا ہے زندہ گھر — حاجیانِ عشق کا بیت الحرام
وارثِ علمِ نبیؐ سلطانِ دین — بعدِ احمدؐ ہے وہی خیر الانام
باتجمل باکرامت باوقار — وہ خدا کا چہرہ ہے مالا کلام
گنجِ قرآن کا جو ہے خازن وہی — رہنما ہے جانبِ دار السّلام
جسکی مدحت ہے کلامِ پاک میں — کیوں نہ اسکو یاد کرلوں صبح و شام
بات اسکی حکمتوں سے ہے بھری — قابلِ صدہا ستائش اس کا کام
علم زر ہے میں ہوں اسکا زرخرید — وہ مرا آقا ہے میں اس کا غلام
محفلِ عشاق ہے بزمِ طرب — یاد اس کی ہے شرابِ لالہ فام
میں بھی اِک سائل ہوں مولا اک نظر — اسطرف کر اے کریمِ خاص و عام

کچھ چہل قدمی کرو اور مسکراؤ		میرے باغِ دل میں آکر خوش خرام!
یہ تبسم ہے کہ جادوئے حلال!		پھول ہیں یا آگئے جنت کے جام
تیری الفت بھی کیا اکسیر ہے!		جس سے ہم کندن ہوئے اور شادکام
منزلِ مقصود آئی ہے قریب		ساتھیو! آگے چلو بس چند گام

صبحِ انور کا طلوع ہے اے نصیرؔ
جاگ اٹھنا اب ہوا وقتِ قیام

جامِ عشقِ ازل

انعام دے انعام دے
عشقِ ازل کا جام دے
دیدارِ صبح و شام دے
مولا کریمؑ مولا کریمؑ

سنگم پہ تیرا نور ہے
عاشق سے تو کب دُور ہے؟
ہر دل میں تو مستُور ہے
مولا کریمؑ مولا کریمؑ

سالِک بھی تُو مسلک بھی تُو
محفل بھی تُو منزل بھی تُو
مقصد بھی تُو حاصل بھی تُو
مولا کریمؑ مولا کریمؑ

اے سیّدِ عالی نسب
اے مرکزِ علم و ادب
نازِ عجم فخرِ عرب
مولا کریمؑ مولا کریمؑ

اقدس ہے تیرا اسلسلہ
اعلیٰ ہے تیرا مرتبہ
اعظم ہے تیرا ہر صلہ
مولا کریمؑ مولا کریمؑ

وہ غیب کا یاقوت تُو
ناسوت میں ملکوت تُو
جبروت میں لاہوت تُو
مولا کریمؑ مولا کریمؑ

تُو کائناتِ نُور ہے
تجھ سے بہشت معمور ہے
ہر شخص واں مسرور ہے
مولا کریمؑ مولا کریمؑ

جانِ نصیؔرِ دلفگار
تجھ سے فدا ہو بار بار
اے قوتِ پروردگار
مولا کریمؑ مولا کریمؑ

حضرتِ زہرا علیہا السّلام

اے شہنشاہ زادی زہراؑ! اے فرشتہ نیکنام!
آپ پر لاکھوں دُرود اور آپ پر لاکھوں سلام!

اے شہیرِ دُو جہان! اے آفتابِ آسمان!
رازدارِ اسمِ اعظم! مرکزِ گنجِ نہان!

آلِ پاکِ مُصطفےٰ! اولادِ پاکِ مُرتضےٰ!
اے تجلّی در تجلّی! گوہرِ کانِ خدا!

ملکۂ بلقیسِ عالم! معرفتِ عرشِ عظیم!
صورتِ رحمانِ یکتا! حُسنِ کُلّ! گنجِ حکیم!

تیرا بابا نورِ اعظم، اُس سے تُو ایک نُور ہے
نورِ پاک! اے حُورِ پاک! تُو نامۂ مسطور ہے (۲:۵۲)

تیرا عرشِ معرفت ہے کلِّ عالم پر محیط!
تیری ہر خوبی ہے زہراؑ! کائناتوں پر بسیط!

میں تہی دامن نصیؔر دائماً ہوں ایک فقیر!
اے غنیٔ پنجتن تُو دست گیر! تُو دست گیر!

[دیوان، حصّہ دوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۷۴]

اِستمداد

المدد یا شاہِ مردان المدد!
المدد اے سرِّ یزدان المدد!

مظہرِ حق بادشاہِ ملکِ دین
اے کلیدِ گنج قرآن المدد!

تو امامِ حیّ و حاضر ہے بحق
نورِ سلطانؑ نورِ سلمانؑ المدد!

علم پانی اور تو ہی عرش ہے
اے سفینۂ نورِ رحمان المدد!

یا علیُ الوقت مولانا کریمؑ
المدد یا شاہِ دوران المدد!

اے شہنشاہِ دُو عالم تاجدارِ نورِ حق
گنج بخشِ اسمِ اعظم جان و جانان المدد!

اسمِ اکبر ہے خدا کا تو امامُ المتقین
اے تو قرآنِ مجسم شاہِ شاہان المدد!

تیرے در پر سر رکھا ہے یہ نصیؔرِ بیقرار
عذر خواہان ہو گیا ہے اور گریان المدد!

[دیوان، حصّۂ اوّل، صفحہ ۱۸]

دعائے جماعت خانہ کے فیوض و برکات

مومن کو سدا رحمتِ رحمان دعا ہے — طاعت میں یہی مقصدِ قرآن دعا ہے
مَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً سے دعا ہی کو سراہا — اللہ نے، پس مایۂ ایمان دعا ہے
یہ میوۂ توفیق ہے یہ مغزِ عبادت — بس حاصلِ ایمانِ مسلمان دعا ہے
مولا کی اطاعت میں جھکا دو سرِ تسلیم — سمجھو کہ تمہیں ثمرۂ فرمان دعا ہے
تم راہِ حقیقت میں دعا ہی سے مدد لو — اس راہ میں جب شمعِ فروزان دعا ہے
گر جان میں ہے کوئی مرض یا کہ بدن میں — ہر درد و مرض کیلئے درمان دعا ہے
جب جلوۂ انوارِ الٰہی کی طلب ہو — دیکھو کہ تمہیں دیدۂ عرفان دعا ہے
ہے عالمِ دل نورِ حقیقت سے منور — خورشیدِ ضیا بخشِ دل و جان دعا ہے
دنیا میں اگر رنج و الم ہے تو نہیں غم — صد شکر کہ یاں روضۂ رضوان دعا ہے
معلوم ہوئی توبۂ آدمؑ کہ دعا تھی — پھر نوحؑ کا وہ باعثِ طوفان دعا ہے
ہو جائے اگر آتشِ نمرود ہویدا — ہو کوئی خلیلؑ اب بھی گلستان دعا ہے
یونسؑ کو دعا ہی نے دلائی ہے خلاصی — ہر دَور میں بس رحمتِ یزدان دعا ہے
ہاں خضرؑ ہوا زندۂ جاوید اسی سے — دنیا میں یہی چشمۂ حیوان دعا ہے
موسیٰؑ کو عصا اور یدِ بیضا کے نشانے — حاصل جو ہوئے وجہِ نمایان دعا ہے
عیسیٰؑ میں جو تھا معجزۂ روحِ مقدس — اس معجزہ کی حکمتِ پنہان دعا ہے

احمدؐ جو ہوئے گوشہ نشین غارِ حرا میں
مقصودِ نبیؐ شمعِ شبستان دعا ہے

مولائے کریمؑ دہر میں ہے نورِ الٰہی
اس نور سے کچھ فیض کا امکان دعا ہے

گر نورِ امامت بمثلِ راہِ خدا ہے
اس راہ میں بھی مشعلِ ایقان دعا ہے

عاشق نے جو کچھ دیکھ لیا دیدۂ دل سے
صد گو نہ یہاں جلوۂ جانان دعا ہے

تو شام و سحر آ کے یہاں ذکر و دعا کر
اخلاق و عقیدت کی نگہبان دعا ہے

جس راہ سے منزلِ وحدت کا سفر ہے
منزل کی طرف وہ رہِ آسان دعا ہے

اس نظمِ نصیری میں ہے اک گنجِ حقائق
گنجینۂ پُر گوھرِ رحمان دعا ہے

[دیوان، حصّہ اوّل، صفحہ ۶۵]

رنجِ دنیا کو علیؑ نے گنجِ عقبا کر دیا

میرا مولا خود گواہ ہے مَیں بہت ناچار تھا
علم و دانش سے تہی دست، مثلِ حیوان خوار تھا

نوجوانی میں چوپان مَدرسے سے دور تھا　　بھیڑ اور بکری کی خدمت کیلئے مجبور تھا

میرا دِل حُبِّ علیؑ کے رنگ سے رنگین تھا
گرچہ مجھ پر ظاہرًا ہر حال سخت سنگین تھا

نور کا ایک زلزلہ اور اسمِ اعظم کا سلسلہ　　حجّتِ قائمؑ سے مجھ کو برترین اِنعام تھا

نورِ مولا سے ہمیشہ فیضیابی ہوگئی
اس کی رحمت سے غریب کو کامیابی ہوگئی

رنجِ دنیا کو علیؑ نے گنجِ عُقبا کر دیا　　اپنی رحمت سے قیامت ہم پہ برپا کر دیا

نور مولانا کریمؑ ہے دونوں عالم کا امام
یہ نصیرالدّین ہے اس کا ایک اَدنٰی غلام

[دیوان، حصّۂ سوم (غیر مطبوعہ)، صفحہ ۶۲]

حواشی

۱ امام سلطان محمّد شاہؒ، کلامِ امامِ مبین (بمبئی، ۱۹۵۰ء)، حصّہ اوّل، ص ۱

۲ سیّدنا ناصر خسرو، وجہِ دین، تصحیح غلام رضا اعوانی (تہران، ۱۹۷۷ء)، ص ۲۶۱

۳ سیّدنا قاضی نعمان، تاویل الدّعائم (بیروت، ۲۰۰۶ء)، الجزء الاوّل صص ۱۸۱، ۳۰۶؛ الجزء الثّانی، ص ۲۵۵؛ سیّدنا المؤیّد فی الدّین الشّیرازی، المجالس المؤیّدیّۃ (اکسفورڈ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء)، المائۃ الثانیہ، صص ۶۱۱-۶۱۲؛ وجہِ دین، ص ۱۷۶

۴ وجہِ دین، ص ۲۶۱

۵ علّامہ نصیر الدّین نصیرؔ ہونزائی، قرآنی مینار، (کراچی، ۱۹۹۰ء)، صص ۲۱۵-۲۱۶

۶ وجہِ دین، صص ۱۵۲-۱۵۳

۷ زاہد علی، تاریخِ فاطمیینِ مصر (حیدرآباد، دکن، ہند، ۱۹۴۸ء)، صص ۳۰-۵۶

۸ **Imām Sulṭān Muḥammad Shāh[c], The Memoirs of Aga Khan, (London,1954), P.182**

۹ وہی مصنف، اسلام میرے مورثوں کا مذہب، ترجمہ از جون ایلیا (کراچی، ۱۹۹۱ء)، صص ۲۸-۲۹

۱۰ "مشابہت اور مباینت" کی ایک تفصیلی تشریح کیلئے دیکھئے: مولانا جلال الدّین رومی، مثنوی معنوی، تصحیح آر۔ اے نیکلسون (لیدن، ھلند، ۱۹۲۵-۱۹۳۳ء) صص ۱۵-۱۸ (اشعار ۲۴۷-۳۲۳)

۱۱ وجہِ دین، ص ۸۲، المجالس المؤیّدیّۃ، (بمبئی ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) الجزء الاوّل، صص ۸۶-۸۷، ۱۰۸، ۳۴۸

۱۲ کتابِ ہٰذا میں، ص ۳۲

ISWLS

9 781903 440940